ابنِ انشا

(1927ء-1978ء)

کیا واقعی دنیا گول ہے؟

ہم اس دھرتی کا گز بنے اور بحرِ ظلمات میں گھوڑے دوڑا آئے لیکن ہمیں تو ہر چیز چپٹی ہی نظر آئی۔ دنیا سے زیادہ تو ہم خود گول ہیں کہ پیکنگ سے لڑھکے تو پیرس پہنچ گئے اور کوپن ہیگن سے پھسلے تو کولمبو میں آ کر رُکے بلکہ جاکرتا[1] پہنچ کر دم لیا۔ دنیا کے گول ہونے پر اصرار کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یقین نہ ہو تو مشرق کی طرف سے جاؤ، چکر کاٹ کر مغرب کی طرف سے پھر اپنے تھان پر آ کر کھڑے ہو گے۔ اس میں ہمیں ہمیشہ ایک بدیہی خطرہ نظر آیا کہ کہیں گولائی کی طرف رینگتے ہوئے نیچے نہ گر پڑیں کیونکہ ہم کوئی چھپکلی تھوڑا ہی ہیں۔

اس لڑکے کا قصہ آپ نے سنا ہوگا کہ آدھ سیر تیل لینے کے لیے کٹورا لے کر گیا تھا۔ کٹورا تھا چھوٹا، بھر گیا تو دکاندار نے کہا کہ ''باقی کس چیز میں ڈالوں''۔ برخوردار نے کٹورا اوندھا کر کے کہا۔ ''ادھر پیندے کے حلقے میں ڈال دو''۔ پیندا اوپر کر کے گھر گیا تو ماں نے کہا: ''بیٹے میں نے آدھ سیر تیل لانے کو کہا تھا۔ بس اتنا سا؟ بس یہی؟'' اس دانشمند نے اُسے بھی الٹا کر کہا ''ادھر بھی تو ہے''۔

ہم سوچتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو مشرق ہاتھ میں رہے، نہ مغرب۔ کیا عجب سند باد کی طرح کسی نادیدہ جزیرے میں جا نکلیں جہاں کسی پیرِ تسمہ پا سے مڈبھیڑ کا بھی اتنا ہی خطرہ ہے جتنا کسی شہزادی مہر افروز کے ہم پر جان سے عاشق ہونے کا۔ بلکہ پہلا امکان کچھ زیادہ ہی ہے۔ تاہم اے دوستو! اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو ہم دنیا کے گول ہونے کا ثبوت لینے کو چل دیے۔ گھر سے نکل پڑے جیسے حاتم طائی منیر شامی کی محبوبہ کی فرمائش پر انڈے کے برابر موتی اور کوہِ ندا کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ کل صبح ہم کراچی میں تھے، دوپہر ڈھاکے میں۔ رات ہماری بنکاک میں گزری اور دمِ تحریر سنگاپور میں ہیں۔ ان سطور کے زیورِ طبع سے آراستہ ہونے تک جانیے

کونسی وادی میں ہو ، کونسی منزل میں ہو

عشقِ بلا خیز کا قافلۂ سخت جاں

رشک آتا ہے کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ کبھی قیدِ مقام سے نہیں گزرتے۔ گوجرانوالہ تک گئے بھی تو دوسرے روز گھر لوٹ آئے۔ ہم سے پوچھیے جو مزا اور تھرل[2] ململ کا کرتا پہن، قوام والا پان کلّے میں دبا، ٹانگ پر ٹانگ دھرے گھر میں ''داستانِ امیر حمزہ'' پڑھنے اور لمبی تان کر سونے میں ہے وہ جگہ جگہ مارے مارے پھرنے میں کہاں، قیام کی راحتیں اور برکتیں کہاں تک بیان کی جائیں۔ نہ پاسپورٹ کی فکر نہ ویزا کے لیے بھاگ دوڑ۔ نہ فارن ایکسچینج[3] کا ٹنٹا، نہ ہوائی کمپنیوں کے دفتروں کے پھیرے کہ بھائی ایک سواری ہم بھی ہیں۔ بٹھالو۔ ہمیں کہیں چندے قیام کا تجربہ ہو تو ایسا زبردست قیام نامہ لکھیں کہ لوگ حریفوں کے سفرناموں کو بھول جائیں۔ اے ناظرین! کبھی سفر کا ارادہ نہ کرنا۔ اجنبی دیسوں میں جگہ جگہ کے خطرات ہوتے ہیں۔ ٹیکسی والے ہیں، چور اُچکے ہیں، سامان لوٹنے والے، صبر و قرار لوٹنے والے وغیرہ۔

---

[1] جکارتہ [2] Thrill [3] Foreign Exchange

قلی وغیرہ قسم کی چیز بھی باہر کے ملکوں میں کم ہی ملتی ہے۔ انسان کو اپنے سوٹ کیس اور بقچیوں کے علاوہ اپنے ناز بھی بالعموم خود ہی اٹھانے پڑتے ہیں۔

او کراچی یونیورسٹی والو! نہ دو ہمیں ڈاکٹر کی ڈگری۔ ہم ڈاکٹر ہو ہی گئے۔ یہاں کے لوگوں کا ہمیں ڈاکٹر انشا کہتے ہوئے منہ سوکھتا ہے۔ ہم بھی اپنے دستخط کرتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنا نہیں بھولتے۔ اجمال اس تفصیل کا یہ ہے کہ ہم جس قافلۂ سخت جاں میں سفر کر رہے ہیں، ان میں بھی کچھ ترک ہیں، کچھ ایرانی، قریب قریب بھی ڈاکٹر، پاکستانیوں میں فضل الباری صاحب وزیر صحت ہیں یعنی ڈاکٹروں کے بھی ڈاکٹر۔ مسئلہ فقط بیگم وجیہہ ہاشمی کا تھا کہ اپوا[1] کی انٹرنیشنل سیکرٹری ہیں اور اسلام آباد کی رہنے والی ہیں یا پھر ہمارا۔ لوگوں سے تعارف میں بڑی دقت ہوتی تھی۔ آخر ایک مختصر سی اور سنجیدہ سی کنووکیشن[2] میں ہم نے انھیں اعزازی ڈاکٹر کی ڈگری پیش کی اور انھوں نے ہمیں ڈاکٹریٹ کے خریطے سے نوازا۔ انھیں اتنی دواؤں کے نام یاد ہیں اور ان کے نسخے کہ ڈاکٹر بھی ان کے تلمذ میں فخر محسوس کریں۔ لہٰذا ان کی ڈاکٹری بے غل و غش چل جاتی ہے۔ ہم میڈیکل ڈاکٹروں کے سامنے علم و ادب کے ڈاکٹر بنتے ہیں اور کوئی ادب و فلسفہ کا سوال کر بیٹھے تو میڈیکل ڈاکٹر ہونے کا عذر کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے دونوں طرح کے سوالات شروع کر دیے تو ہمیں ہومیو پیتھی میں امان ملی اور ہمیں اس کے فضائل پر تقریر کرنی پڑی۔ ایک بار تو دانتوں کا ڈاکٹر بھی بننا پڑا اور ڈاکٹر طیب محمود کی بتائی ہوئی اصطلاحیں کام آ گئیں۔ بہر حال ہم پہلے سے بتائے دیتے ہیں کہ ہم اور ڈاکٹر وجیہہ ہاشمی پاکستان لوٹیں تو ہمیں باقاعدہ ڈاکٹر کہہ کر بلایا جائے۔ جب دوسرے ملکوں کے لوگوں نے قبول کر لیا ہے تو ہمارے پیارے ہم وطنوں کو اس پر ہرگز اعتراض نہ ہونا چاہیے۔

(دنیا گول ہے)

مشق

1- درست جواب کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

i- ''کیا واقعی دنیا گول ہے؟'' کے مصنف کا نام کیا ہے؟

ا۔ پطرس بخاری ب۔ ابنِ انشا ج۔ مشتاق احمد یوسفی د۔ کرنل محمد خان

ii- مصنف نے کس شہر میں جا کر دم لیا؟

ا۔ پیکنگ ب۔ کوپن ہیگن ج۔ جاکرتا د۔ کولمبو

iii- لڑکے کے ہاتھ میں کیا تھا؟

ا۔ پیالا ب۔ گلاس ج۔ پلیٹ د۔ کٹورا

vi- جب مصنف مضمون لکھ رہا تھا تو وہ کس شہر میں تھا؟

ا۔ بنکاک ب۔ کولمبو ج۔ سنگاپور د۔ کراچی

---

[1] APWA۔ یہ All Pakistan Women's Association کا مخفف ہے جو خواتین کی کل پاکستان تنظیم ہے۔ [2] Convocation

2- مختصر جواب دیں۔

i- کیا دنیا واقعی گول ہے؟

ii- حاتم طائی کیا تلاش کرنے نکلا تھا؟

iii- مصنف کے ساتھیوں کا تعلق کس ملک سے ہے؟

iv- فضل الباری کون تھے؟

v- مصنف کے ہم وطنوں کو اس کے ڈاکٹر کہلوانے پر کیوں اعتراض نہیں کرنا چاہیے؟

3- "کیا واقعی دنیا گول ہے؟" کا خلاصہ لکھیں۔

4- مندرجہ ذیل الفاظ و تراکیب کے معنی لکھیں۔

اصرار، بدیہی، پیر تسمہ پا، دمِ تحریر، زیرِ طبع

5- کالم (الف) کا ربط کالم (ب) سے جوڑیں اور درست جواب کو کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
دھرتی کا	جگہ جگہ کے خطرات ہوتے ہیں۔	
بحرِ ظلمات میں	کون سی منزل میں ہو	
کبھی سفر کا	کنوارا لے کر گیا تھا	
اجنبی دیسوں میں	ارادہ نہ کرنا	
کون سی وادی میں ہو،	گھوڑے دوڑائے	
	گز بنے	

6- مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں:

دھرتی، ماں، قیام، بالعموم، باقاعدہ۔

7- خالی جگہ پر کریں:

i- ہمیں ہمیشہ ایک ہی بدیہی خطرہ.......... آیا۔

ii- برخوردار نے.......... اوندھا کر کے کہا۔

iii- اے دوستو! اب کیا ہو.......... ہے۔

iv- ہم ڈاکٹر ہو ہی..........

v- ہم میڈیکل ڈاکٹروں کے سامنے علم و ادب کے.......... بنتے ہیں۔

8- سیاق و سباق کے حوالے سے تشریح کریں:

رشک آتا ہے کہ.......... حریفوں کے سفرناموں کو بھول جائیں۔